بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

انبیاء ومرسلین کی اقسام

ترتیب وتدوین: محمّد نامدار خان بوزئی

اس ضمن میں سب سے اہم بات جس پر ہمیں ہمیشہ نظر رکھنی چاہیے وہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ رُسُلاً قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْکَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلاً لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْکَ ط وَ کَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَکْلِيماً (اور آپ سے پہلے کے بہت سے رسولوں کے واقعات ہم نے آپ سے بیان کیئے ہیں اور بہت سے رسولوں کے نہیں بھی کیے اور موسیٰؑ سے اللہ نے صاف طور پر کلام بھی کیا۔ (النساء؛ آیت:۱۶۴)

دوسری آیتِ کریمہ سورۃ الشوریٰ میں آئی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

شرع لکم من الدين ما وصى بهٖ نوحاً و الذى اوحينا اليک و ما وصينا بهٖ ابراهيم وموسىٰ و عيسىٰ ان اقيموا الدين ولا تترفقوا فيه ط کبر علىٰ مشرکين ما تدعوهم اليه ط الله يجتبى اليه من يشاء و يهدى اليه من ينيب (اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے وہی دین مقرر کر دیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح [علیہ السلام] کو حکم دیا تھا، جو [بذریعہ وحی] ہم نے تیری طرف بھیج دیا ہے اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ اس **دین** کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔ جس چیز کی طرف آپ انہیں بلا رہے ہیں وہ

تو (ان) مشرکین پر گراں گزرتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنا
برگزیدہ بناتا ہے اور جو بھی اس کی طرف رجوع کرے وہ اس کی صحیح
رہنمائی کرتا ہے۔[الشوریٰ:۱۳]

اس آیت میں جس دین کا تذکرہ ہے اس کا محور سورہ الانبیاء کی آیت میں اس طرح بیان ہوا ہے:

و ما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون (آپ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سواء کوئی معبود برحق نہیں پس تم میری ہی عبادت کرو۔)[الانبیآء:۲۵]

اسی بات کی دوبارہ سے تاکید کرتے ہوئے سورہ الذاریات کی آیت:۵۶ میں فرماتا ہے:

و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون (اور میں نے جنات و انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا کہ وہ صرف میری ہی عبادت کریں)

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد جتنے بھی انبیاء و مرسلین آئے سب کے سب انہی ہدایات کا اعادہ کرتے تھے گو کہ ان کی دیگر تعلیمات جن کا تعلق عبادات و معاملات کی تفصیلات اور منہاج سے ہوتا ہے؛ مختلف تھیں۔ ان تعلیمات کو ''شریعت'' تعبیر کرنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ مختلف انبیاء و مرسلین کی شریعتوں میں تبدیلیاں انہی ہدایات کے دائرے میں ''فروع'' کے طور پر سامنے آتی رہی ہیں۔ اس پس منظر میں یہ تسلیم کرنا غلط نہ ہوگا کہ ''فروعات'' کی یہ تبدیلیاں وقفہ وقفہ سے انسان کے سماجی و تہذیبی ارتقاء و تقاضوں کے مطابق اللہ سبحان و تعالیٰ خود اپنی مرضی سے کرتا رہا ہے اور اس طرح جب کبھی ان ذیلی قوانین کی تبدیلیوں کا حکم آیا پچھلے قوانین منسوخ تسلیم کیے گئے اور ایک بہتر و احسن، متبادل قانون انسان کے حوالہ کیا گیا۔ اس طرح ''شریعتِ جدیدہ'' یا ''نئی شریعت'' یا ''منسوخ شریعت'' کے تصورات سامنے آئے!

اور جب ''نئی شریعت'' لانے والے رسولوں کی بعثت کے درمیانی وقفہ میں بھی رسول بھیجے گئے تو رسولوں کی ایک اور صنف سامنے آئی ۔ رسولوں کی اس قسمِ نو کے لئے کسی عالمِ دین نے کوئی

اصطلاحی نام تجویز نہیں کیا۔حالانکہ ہر نئی شریعت لانے والے رسول کے بعد نزولِ عذاب سے قبل ایک سے زیادہ رسول بھیجے گئے تھے۔جوکہ راقم کے خیال میں دین کا احیاء وتجدید کرنے والے مرسلین (**محی الدین**) ہوا کرتے تھے اور بطور ایک ''اعادہ'' **(Reminder)** کے بھیجے جاتے تھے۔اسی سبب''**محی الدین**'' یا ''**مجددین**'' کہلانے کی اصل حقدار تو یہی مقدس ہستیاں تھیں۔مگر شخصیت پرستی کی علت نے''غیر مامورین من اللہ'' اکابرین ومجتہدین کے لیے یہ اصطلاح مخصوص کرلی۔یہ بھی نہ سوچا کہ''**مامورمن اللہ ائمہ** ''یعنی دین کا احیاء اور اعادہ کرنے والے مرسلین کے اس مقدس طبقے سے متعلق قرآنی بیانات کی موجودگی میں غیر مامورین من اللہ کو یہ نام کیوں کر دیئے جاسکتے ہیں؟اس کے ساتھ ساتھ لفظِ رسول کو مفہوم وتقدس کے اعتبار سے اس قدر محدود ومخصوص اور مقبولِ عام کردیا کہ ہمارے علمائے کرام،اس کا ہم معنی وہم وزن یا مرادف ومتبادل لفظ تجویز کرنے سے قاصر رہے۔اس صورتحال کے پس منظر میں''محی الدین'' یا ''مجددین'' کے الفاظ اپنا وہ مفہوم کھو بیٹھے جو کہ احیائے دین کے ذمہ دار مامورین من اللہ ائمہ کے لئے بطور دینی اصطلاح تسلیم کئے جاسکتے تھے۔

بہرحال مضمون کی ابتداء میں بیان کی گئی سب سے پہلی آیت کے تحت انبیاء ومرسلین کے بارے میں ایک اہم حقیقت ہمارے سامنے یہ آتی ہے کہ جن انبیاء ورسول کے نام وواقعات قرآن میں بیان نہیں کیے گئے ان کی تعداد اور اسی وجہ سے ان کی ساری اقسام سے صرف اللہ ہی واقف ہے۔البتہ فرائض وذمہ داریوں اور مبینہ واقعات کے اعتبار سے چند واضح اقسام کا تذکرہ سامنے آتا ہے۔مگر کثیر اختلافی تاویلات کے سبب متاخرینِ اس بارے میں بھی مختلف الخیال ہیں۔یہ صورتحال غالبًا نہ تو نبی کریم ﷺ کے دور میں تھی اور نہ ہی صحابہ کرام کے دور میں۔قطع نظر ان اختلافات کے؛ پہلی قسم ان کی وہ تعبیر کیجاتی ہے جو نئی شریعت یا ''شریعتِ جدیدہ'' کی تعلیم وتبلیغ کی ذمہ داری لیکر آتے تھے۔

دوسری قسم جیسا کہ اوپر بیان کا گیا ان انبیاء ومرسلین کی وہ ہے جو کہ اپنے سے پہلے مبعوث نبی ومرسل کی تعلیمات پیش کیا کرتے تھے۔جنہیں ہم ''دین کا اعادہ کرنے والے'' یا ''دین کا احیاء'' کرنے والے مرسلین کے طور پر جانتے ہیں۔

اسی طرح تیسری قسم وہ ہے جس کے مکلّف شریعتِ موسوی کے تابع ومبلغ حضرت داؤد علیہ السلام تھے جنہیں زبور عطا کی گئی تھی جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ کتاب صرف دعاؤں پر مشتمل تھی۔اس میں اوامر ونواہی اور معاد سے متعلق کوئی نئے احکامات نہیں تھے۔

چوتھی قسم حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے نبی ومرسل کی ہے جن کا مشن ہنوز تکمیل کا خواہاں ہے۔

پانچویں قسم جو قرآنِ مجید کی مندرجات سے واضح ہوتی ہے وہ ان مرسلین کی ہے جو ایک ہی زمانے میں بیک وقت دو، دو، تین تین کی تعداد میں موجود ہوا کرتے تھے اور ایک ہی شریعت کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔انہیں بھی علماء نے کوئی شناختی نام نہیں دیا مثلاً حضرت لوطؑ ،حضرت اسماعیلؑ وحضرت اسحٰقؑ ۔گو کہ یہ حضرات ہم عمر نہیں تھے مگر ہم عصر ضرور تھے اور ایک ہی زمانے میں اپنے اپنے فرائضِ نبوت ورسالت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں بھی اور ان کے بعد بھی انجام دیتے رہے تھے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام ایک دوسرے کے ہمعصر تھے اور ان کی تبلیغی سرگرمیاں ایک دوسرے کی موجودگی میں ایک ہی قوم سے وابستہ رہیں تھیں۔حضرات موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

> واٰتیناھما الکتاب المستبین(اور ہم نے ان دونوں کو[اوامر]واضح[کردینے والی] کتاب دی۔[سورہ الصّٰفّٰت:۱۱۷])
>
> وھدینٰھما الصراط المستقیم(اور ہم نے دونوں کو سیدھے راستے کی ہدایت دی۔[سورہ الصّٰفّٰت:۱۱۸])۔

جس سے ظاہر ہوتا ہیکہ حضرت ہارون علیہ السلام بھی صاحبِ کتاب تھے۔اگر ہم ''الکتاب'' سے مراد شریعتِ جدیدہ لیں تو یہاں ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا امّتِ موسیٰ (علیہ السلام) ایک ہی زمانے اور ایک ہی مقام پر بیک وقت دو مختلف ''شریعتوں'' کی مکلّف تھی؟

مطالعہ قرآن سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ ہمعصر وغیر ہم عصر انبیاء ومرسلینِ یہود ایک ہی شریعت کی تبلیغ کیا کرتے تھے چنانچہ قرآن توراۃ کے بارے میں فرماتا ہے:

انا انزلنا التورٰۃ فیھا ھدی و نور یحکم بھا النبیون (ترجمہ: ہم نے توریت نازل کی اس میں ہدایت اور [گمراہی کا اندھیرا دور کرنیوالی] روشنی تھی۔ اسی [توریت] سے متعدد انبیاء [یہودیوں کو] حکم دیا کرتے تھے۔) [سورہ المائدہ:۴۴]

پس یہ تسلیم کرنا پڑتا ہیکہ آیتِ کریمہ میں مذکورہ یہود کے تمام انبیاء کو ایسی کتابیں دیں گئیں تھیں جن میں کہ ایک ہی شریعت مرقوم تھی، جسے اللہ نے توراۃ کے نام سے متعارف کروایا ہے جس سے وہ فیصلے فرماتے اور احکام نافذ کیا کرتے تھے۔ بالفاظِ دیگر ان کی **کتابوں** میں ''وحی متلوٗ'' اور ''وحی غیر متلوٗ'' کے فولڈرز (Folders) کی مندرجات ایک جیسی ہی تھیں جبکہ ذاتی احکامات سے متعلقہ وحیِ غیر متلو کے ''فولڈرز'' کے مضامین مختلف ہوتے تھے۔ (واللہ اعلم)

مذکورہ انبیاء سے متعلقہ صورتحال کی وضاحت میں علمائے اسلام نے حضراتِ لوط علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اسحٰق علیہ السلام یا حضرت داؤد علیہ السلام جیسے انبیاء کی نبوت کو کوئی معروف نام نہیں دیا جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے نبی کو نئی شریعت لانے والا نبی یا ''تشریعی نبی'' کہا اور حضرت ہارون وحضرت یحیٰی علیہ ہما السلام جیسے انبیاء کو ''حکمی نبی'' یا ''غیر تشریعی نبی'' بلکہ بعضوں نے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو ''سفارشی نبی'' بھی کہا کیونکہ انہیں نبوت ورسالت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سفارش پر ملی تھی۔ اس تفہیم کے پس منظر میں حضرت ہارون علیہ السلام جیسے انبیاء ومرسلین کی نبوت ورسالت کو چھٹی قسم تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ گو کہ حضرت ہارونؑ کی نبوت ورسالت کا مذکورہ تعارف حکماء ومدبرین اور محققین کے ذہنوں میں پیدا ہونے والے سارے سوالات کا جواب مہیّا نہیں کرتا مگر کم از کم انبیاء کی دوسری قسم کے وجود کو تو ضرور تسلیم کرتا ہے۔ اگر علماء حضرات اپنے اجتہاد وتحقیق کو آگے بڑھاتے تو مرسلین کی مزید اقسام کے وجود کا بھی اعتراف ضرور کرتے اور انکا بھی اصطلاحی نام ضرور تجویز کرتے!

آخری قسم رحمۃ العالمین خاتم النبیّین و نذیر من النذر الاولیٰ یعنی حضرت محمّد مصطفیٰ صلی الیٰ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت ہے۔ جو کہ الدین اور حتمی ''فروع'' (آخری شریعت) کا

مجموعہ ہے۔ جسے قرآن نے دِیۡنُ الۡقَیِّمَۃِ [سورہ البیّنۃ : ۵] یعنی قیامت تک قائم رہنے والا وغیر متبدل بمعنی آخری وحتمی قانون گردانا ہے۔ واضح رہے کہ ''فروع'' سے مراد دینی اصطلاح میں وہ مسائل ہوتے ہیں جن کا تعلق عمل سے ہوتا ہے۔ ایسی لامثال نبوت و رسالت کسی اور شارع و نَذِیۡرٌ مِّنَ النُّذُرِ الۡاُوۡلٰی کے زمرے سے تعلق رکھنے والے [قرآن میں مذکور] شارع و نذیر و بشیر کو عطا نہیں کی گئی۔

اب تک کہ پیش کردہ دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک ہی وقت یا زمانے میں آنیوالے انبیاء و مرسلین ایک ہی تشریعی پیغام کے علمبردار ہوا کرتے تھے یعنی یہ سب لوگ ایک ہی قانون کو حرف بہ حرف دہرایا کرتے تھے۔ (توراۃ اور انجیل کے اصل نسخاجات وصحیح تاریخی مواد کی غیر موجودگی کے سبب بعضوں نے خیال کیا ہے کہ شائید اس معاملے میں استثنیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو حاصل رہا ہو۔ واللہ اعلم) اور اس وجہ سے انہیں ہم **Repeaters of same Sharia from Allah** بھی کہہ سکتے ہیں اور اگر یہ کچھ وقفہ کے بعد یعنی دوسرے زمانے میں بھیجے گئے ہوں تو انہیں **Divinely sent reminder bearers** تصور کیا جا سکتا ہے۔ یہ لوگ نہ صرف یہ کہ اپنے سے پہلے مبعوث تشریعی نبی کی شریعت کا اعادہ کرتے تھے بلکہ انتباہ (**warning**) یعنی ''**انذار**'' کا عمل بھی ان کے فرائض میں شامل ہوتا تھا۔ اور شائید اسی وجہ سے ایسے انبیاء ومرسلین کو قرآن نے **منذرون ذکریٰ** (سورہ الشعراء: ۲۱۰، ۲۱۱) کہا ہے۔ جس کے معنی شیخ محمّد اسد نے اپنی تفسیر میں **Warners as reminder** بیان فرمائے ہیں۔ اس طرح سے مبعوث کیے جانے والے سارے ہی شریعت کا اعادہ کرنیوالے **Repeaters** اور **Reminders** قابلِ تصدیق ہوتے ہیں چنانچہ ان کی تصدیق کرنا اور ان پر ایمان لانا ''**ضروریات دین**'' کا ایک اہم رکن ہونے کے سبب ''ایمانِ مجمل'' کے الفاظ کا جُزِ مکنون ثابت ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

حقیقت تو یہ ہے کہ قرآن مجید میں بیان کردہ قصص کے ذریعہ ہی سے ہمیں اصل صورتحال کا پتہ چلا کہ ان میں نئی شریعت لانے والے نبی کون تھے اور اپنے سے پہلوں کی شریعت کا اعادہ کرنے والے

مـــــــنــــذ رون ذکـــــــری **Divinely sent Message Repeaters and Warners** یا **Reminder Bearers-cum-Warner s** کون تھے۔اس شناخت وفرق کی وضاحت کی موجودگی کے باوجوداللہ سبحان وتعالیٰ کے سامنے ملائکہ کے علاوہ نبی کریمﷺ اورتمام مومنین نے وعدہ کیا:

لا نفرق بین احد من الرسوله و قالوا سمعنا و اطعنا غفرانک ربنـــا و الیک الـمصیر (ہم رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے اورانہوں نے کہا ’’ ہمنے سنااور ہم نے اطاعت کی ؛توہماری بخشش کردے ہمارے رب ۔ہمیں تیری ہی طرف لوٹ کرآنا ہے۔‘‘)

[البقرہ؛ آیت:۲۸۵]

اسی بات کوسورہ آلِ عمران میں اس طرح واضح کیا گیا:

قـل اٰمنابالله و ما انزل علینا وما انزل علیٰ ابراهیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب والاسباط و ما اوتی موسیٰ و عیسیٰ و النبیون مـن ر بهـم لا نـفـرق بین احد منهم و نحن له مسـلمون (آپ کہدیں کہ ہم تواس چیز پر ایمان لاتے ہیں جو ہماری طرف نازل کی گئی اوراس پر بھی جوابرہیم واسحٰق ویعقوب اوران کی اولاد پر نازل ہوئی اوران [کتابوں] پر بھی جوموسیٰ وعیسیٰ اور دوسرے انبیاء کوان کے رب کی طرف سے دیں گئیں۔ہم ان میں کچھ فرق نہیں کرتے اورہم اس[ہدایت] کے تسلیم کرنے والوں میں سے ہیں۔)[آلِ عمران؛:۸۴]

محولہ آیت میں ہرقسم کے انبیاء ومرسلین پر نازل کی جانے والی چیزوں کے بارے میں ہدایت واقرار موجود ہے کہ مومنین ان کے درمیان فرق نہیں کرتے کیونکہ یہ سب کے سب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں اورسارے انبیاء ومرسلین ’’ **الدین** ‘‘ (جس کا اجمالی تذکرہ سورہ الشوریٰ کی آیت :۱۳ میں آیا ہے) کے مکلّف ومبلغ تھے۔آیت کے الفاظ سے یہ بھی ثابت ہورہا ہے کہ

''مامور من اللہ محی الدین و منذرین'' حضرات پر بھی ''کتابیں'' نازل ہوتی تھیں اور مومنین کسی لحاظ سے بھی ان غیر تشریعی اور تشریعی انبیاء میں فرق نہیں کرتے ۔! فرق تو صرف وہ لوگ کرتے ہیں جو مذکورہ بالا آیات کو ''منسوخ'' تسلیم کرتے ہوں ! یا حدیث کو قرآن پر حکم مانتے ہوں ۔ (نعوذ باللہ)

سورہ النساء میں مذکورہ بالا آیات کی مزید وضاحت وتنبیہ کرتے ہوئے فرمادیا:

ان الذین یکفرون باللہ و رسولہ و یریدون ان یفرقوا بین اللہ ور سولہ و یقولون نومنوں ببعض ونکفرببعض و یریدون ان یتخذو او بین ذالک سبیلا (جولوگ اللہ اوراس کے رسول کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اوراس کے رسولوں [کے احکامات] کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ کفر اور ایمان کے درمیان [ایک تیسری] راہ اختیار کریں)اولٰئک ھم الکافرون حقاواعتدنا للکافرین عذابا مھینا (ایسے ہی لوگ پکّے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے)

[النساء،آیات:۱۵۰؛۱۵۱]

مذکورہ بالا آیات کے مضمون سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح ایک ''تشریعی نبی یا مرسل'' کی تصدیق لازم وفرض ہوتی ہے بالکل اسی طرح ایک ''غیر تشریعی نبی یا مرسل'' کی تصدیق بھی لازم وفرض ہوتی ہے اوران پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے جیسا کہ ''ایمانِ مجمل'' کے الفاظ گواہی دیتے ہیں اور تصدیق کے اس عمل کو سارے مکاتبِ فکر ''اہم ترین ضرورتِ دین'' تسلیم کرتے ہیں ۔ اس لئے اسلام میں پورے پورے داخل ہونے کے لئے تصدیق کا یہ عمل بھی ضروری ثابت ہوا۔

مزید یہ بھی جان لیں اور یقین کرلیں کہ تشریعی نبی ومرسل کے منکر ہونے پر جو حکم لاگو ہوتاہے وہی حکم غیر تشریعی نبی و مرسل

کے انکار پر لاگو ہوتا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ آخرت میں جو سزاء "تشریعی نبی ومرسل" پر ایمان نہ لانے پر ملے گی وہی سزاء "غیر تشریعی نبی یا مرسل" پر ایمان نہ لانے پر ملے گی۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اگر ہم غیرتشریعی نبی ومرسل پر ایمان نہ لائیں تو "تفریق بین الانبیاء والمرسلین" کے مرتکب ہو جاتے ہیں اور یہ ایک ایسا عمل ہے جس کی سزاء مندرجہ بالا آیات میں بڑے واضح الفاظ میں بیان کر دی گئی ہے۔!

﴿ واللہ اعلم وھو علیم وخبیر ومتعال ﴾

مصادر و مراجع:

۱۔قرآنِ کریم معہ اردو ترجمہ وتفسیر — محمد جونا گڑھی،شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس؛مدینہ منورہ

۲۔The Mesage of The Quran — انگریزی ترجمہ وتفسیر:محمّد اسد،بیروت

۳۔The Holy Qura'n(انگریزی) — عبداللہ یوسف علی،امانہ کارپوریشن،میری لینڈ،امریکہ

۴۔The Holy Qura'n(انگریزی) — شیخ محمّد مارمیڈیوک پکتھال؛اقبال بلڈپو؛صدر۔کراچی

۵۔تیسر القرآن — مترجم:عبدالرحمن کیلانی،اسلامک پریس؛وسن پورہ،لاہور